ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.8.No.3 2025

ترجیح اقوال میں مولانا ثناء اللہ پانی پتی کا منہج واسلوب (تفسیر مظہری کا اختصاصی مطالعہ)

THE METHODOLOGY AND STYLE OF MAWLANA THANA'ULLAH PANIPATI IN PREFERRING SCHOLARLY OPINIONS: A SPECIALIZED STUDY OF TAFSIR AL-MAẒHARI

Amna Begum (Corresponding Author)
M.phil Scholar Department of Islamic Studies, Riphah International University Faisalabad Pakistan
qariabintwalayat@gmail.com
Muhammad Ishfaq
Lecturer, Department of Islamic Studies, Riphah International University Faisal abad Pakistan
muhammadishfaq@riphahfsd.edu.pk

Abstract:

In the exegetical tradition of the Indian subcontinent, the scholarly contributions of Sanaullah Panipati occupy a prominent place. His renowned work Tafsir al-Mazhari presents various intellectual dimensions of Qur'anic interpretation in a comprehensive manner. One of the distinctive features of this tafsir is its methodological approach to tarjiḥ al-aqwal (preference among differing exegetical opinions), through which the exegete critically evaluates multiple interpretations and determines the most preferable view. The present study aims to provide an analytical and research-based examination of Qadi Sanaullah Panipati's methodology of preference in Qur'anic exegesis, highlighting the principles, sources, and scholarly criteria he employed in the process of selecting the most authoritative interpretation.

This research primarily relies on Tafsir al-Mazhari as the principal source, while also presenting a comparative analysis with other classical exegetical works such as Jami' al-Bayan 'an Ta'wil Ay al-Qur'an by Muhammad ibn Jarir al-Tabari, Al-Jami' li-Ahkam al-Qur'an by Al-Qurtubi, and Tafsir Ibn Kathir by Ibn Kathir. The findings of this study reveal that Qadi Sanaullah Panipati employs several foundational criteria in determining the preferred opinion, including the interpretation of the Qur'an by the Qur'an, Prophetic traditions (Hadith), the statements of the Companions, linguistic and grammatical analysis, contextual coherence, and juristic principles.

Furthermore, his tafsir reflects significant spiritual and ethical dimensions that mirror the broader Sufi-oriented scholarly tradition of the Indian subcontinent. Through numerous practical examples drawn from Tafsir al-Mazhari, this study demonstrates how the exegete presents different interpretations and establishes preference among them based on sound methodological principles. In addition, the study provides a critical evaluation of the strengths and scholarly critiques of Panipati's method of preference.

The results indicate that Qadi Sanaullah Panipati's methodology of preference represents a balanced integration of transmitted knowledge (riwayah) and rational analysis (dirayah), giving his work a distinctive position within the exegetical heritage of the subcontinent. While drawing extensively from classical tafsir literature, Tafsir al-Mazhari also maintains a unique style and spiritual orientation that contribute to its scholarly significance. Consequently, the study of this tafsir holds considerable importance for understanding methodological debates in Qur'anic interpretation and the principles governing the preference among competing exegetical opinions.

Keywords: Tafsir al-Mazhari, Tarjiḥ al-Aqwal, Sanaullah Panipati, Principles of Qur'anic Exegesis, Methodology of Tafsir, Subcontinental Exegetical Tradition, Qur'anic Interpretation, Comparative Tafsir

برصغیر کی تفسیری روایت میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی علمی خدمات کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے ان کی مشہور تفسیر مظہری قرآن فہمی کے مختلف علمی پہلوؤں کو جامع انداز میں پیش کرتی ہے۔ اس تفسیر کی ایک اہم خصوصیت مختلف تفسیری اقوال کے درمیان ترجیح قائم کرنے کا منہج ہے، جس کے ذریعے مفسر نے متعدد آراء کا تنقیدی جائزہ لے کر راجح قول کو متعین کیا ہے زیرِ نظر آرٹیکل کا مقصد قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے منہجِ ترجیح کا تحقیقی اور تجزیاتی مطالعہ پیش کرنا ہے اور یہ واضح کرنا ہے کہ انہوں نے ترجیح کے عمل میں کن اصولوں، مصادر اور علمی معیارات کو اختیار کیا اس تحقیق میں بنیادی طور پر تفسیر مظہری کو اصل ماخذ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے ۔جبکہ دیگر کلاسیکی تفاسیر جیسے جامع البیان عن تأویل آی القرآن **از** محمد بن جریر طبری، الجامع لأحکام القرآن **از** ابو عبد اللہ قرطبی اور تفسیر ابن کثیر **از** اسماعیل بن کثیر کے

ساتھ بھی تقابلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ تحقیق کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی ترجیح اقوال کے لیے قرآن بالقرآن، احادیث نبویہ، اقوالِ صحابہ، لغوی ونحوی دلائل، سیاق وسباق اور فقہی اصولوں کو بنیادی معیار کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ ان کی تفسیر میں روحانی اور اخلاقی پہلو بھی نمایاں ہیں جو برصغیر کی صوفیانہ علمی روایت کی عکاسی کرتے ہیں اس آرٹیکل میں تفسیر مظہری سے متعدد عملی مثالوں کے ذریعے یہ واضح کیا گیا ہے کہ مفسر نے کن مواقع پر مختلف اقوال کو نقل کیا اور کن اصولوں کی بنیاد پر ایک قول کو دوسرے پر ترجیح دی اس کے ساتھ ساتھ ان کے منہجِ ترجیح کی قوتوں اور ممکنہ علمی تنقید کا بھی تجزیہ پیش کیا گیا ہے

تحقیق کے نتائج سے معلوم ہوتا ہے کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا منہجِ ترجیح روایت اور درایت کے متوازن امتزاج پر مبنی ہے اور یہ برصغیر کی تفسیری روایت میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے ان کی تفسیر نہ صرف کلاسیکی تفاسیر سے استفادہ کرتی ہے بلکہ اپنے مخصوص اسلوب اور روحانی جہت کی وجہ سے ایک امتیازی مقام بھی حاصل کرتی ہے اس طرح تفسیر مظہری کا مطالعہ قرآن فہمی کے اصولی مباحث اور ترجیحِ اقوال کے منہج کو سمجھنے کے لیے نہایت اہمیت کا حامل ہے

مولانا ثناء اللہ پانی پتیؒ کا تفسیر قرآن میں ترجیح کا منہج واسلوب

علمِ تفسیر میں مختلف اقوال کے درمیان ترجیح قائم کرنا مفسر کی علمی بصیرت، اصولی مہارت اور قرآن فہمی کی گہرائی کا مظہر ہوتا ہے۔ جب کسی آیت کے بارے میں متعدد تفسیری آراء موجود ہوں تو مفسر کا یہ فریضہ ہوتا ہے کہ وہ ان آراء کا علمی جائزہ لے اور دلائل کی بنیاد پر راجح قول کو اختیار کرے اسی عمل کو علمائے تفسیر کی اصطلاح میں ترجیحِ اقوال کہا جاتا ہے برصغیر کے ممتاز مفسر قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے اپنی معروف تفسیر مظہری میں ترجیحِ اقوال کا ایک متوازن اور اصولی منہج اختیار کیا ہے ان کا اسلوب نہ صرف کلاسیکی تفسیری روایت سے جڑا ہوا ہے بلکہ اس میں علمی تجزیہ اور فکری اعتدال بھی نمایاں ہے انہوں نے مختلف اقوال کو نقل کرنے کے بعد انہیں قرآن، حدیث، لغت اور اصولِ فقہ کی روشنی میں پرکھا اور پھر کسی ایک قول کو ترجیح دی قاضی صاحب بعض مقامات پر قطعی ترجیح دینے کے بجائے متعدد اقوال کو قابلِ قبول قرار دیتے ہیں، جو ان کی علمی احتیاط کی علامت ہے تفسیر مظہری کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کا منہجِ ترجیح کلاسیکی تفسیری اصولوں پر مبنی ہے تاہم انہوں نے ان اصولوں کو صرف نقل تک محدود نہیں رکھا بلکہ اپنی علمی بصیرت کے ذریعے ان کا تنقیدی جائزہ بھی لیا ان کا یہ انداز دراصل اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ برصغیر کی تفسیری روایت نہ صرف قدیم اسلامی علمی روایت سے جڑی ہوئی ہے بلکہ اس میں فکری جدت اور تحقیقی وسعت بھی پائی جاتی ہے یہ نتیجہ بھی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کا منہجِ ترجیح ایک جامع اور متوازن علمی منہج ہے انہوں نے قرآن، حدیث، اقوال صحابہ، لغت عرب، سیاق وسباق اور فقہی اصولوں کو بنیاد بنا کر تفسیری آراء کے درمیان ترجیح قائم کی یہ منہج نہ صرف کلاسیکی تفسیری اصولوں کے مطابق ہے بلکہ اس میں روحانی اور اخلاقی پہلوؤں کی شمولیت اسے مزید جامع بنا دیتی ہے یہی وجہ ہے کہ تفسیر مظہری کو برصغیر کی اہم اور مستند تفاسیر میں شمار کیا جاتا ہے

تفسیر مظہری میں ترجیحِ اقوال کی عملی مثالیں

1۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم کی تفسیر

بسم اللہ کی تفسیر میں مفسرین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا بسم اللہ ہر سورت کا حصہ ہے یا نہیں قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ مختلف اقوال ذکر کرنے کے بعد اس رائے کو ترجیح دیتے ہیں کہ بسم اللہ قرآن کی آیت ہے لیکن ہر سورت کا جزو نہیں بلکہ سورتوں کے درمیان وقفہ کے لیے نازل ہوئی ہے اس موقف کی بنیاد انہوں نے احادیث اور فقہی دلائل پر رکھی ہے

2۔ سورۃ الفاتحہ میں "الصراط المستقیم" کی تفسیر

"الصراط المستقیم" کی تفسیر میں مختلف اقوال ملتے ہیں جیسے اسلام، قرآن، سنت یا نبی ﷺ کا راستہ قاضی صاحب ان تمام اقوال کو ذکر کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ صراط مستقیم دراصل دینِ اسلام کا جامع راستہ ہے جس میں قرآن اور سنت دونوں شامل ہیں قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے مطابق صراط مستقیم کئی چیزوں کا مجموعہ ہے صحیح عقیدہ، شریعت کی پابندی، سنتِ نبوی کی پیروی، اخلاق وکردار کی اصلاح اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت جب یہ تمام چیزیں جمع ہو جائیں تو انسان صراط مستقیم پر قائم ہو جاتا ہے تفسیر مظہری میں بیان کیا گیا ہے کہ صراط مستقیم کی سب سے بڑی رہنمائی قرآن مجید ہے کیونکہ قرآن ہدایت کی کتاب ہے حق اور باطل میں فرق واضح کرتا ہے انسان کو اللہ کی رضا کا راستہ دکھاتا ہے لہٰذا جو شخص قرآن کی تعلیمات پر عمل کرے گا وہ صراط مستقیم پر قائم ہوگا قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے مطابق صراط مستقیم کی صحیح پیروی رسول اللہ ﷺ کی سنت کے بغیر ممکن نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ قرآن کے عملی نمونہ تھے آپ کی زندگی قرآن کی عملی تفسیر ہے اس لیے سنت کی پیروی صراط مستقیم کی بنیادی شرط ہے

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.8.No.3 2025

3۔"الم" کے حروف مقطعات کی تفسیر

حروف مقطعات کے بارے میں مفسرین کی متعدد آراء ہیں بعض انہیں اللہ کا راز قرار دیتے ہیں جبکہ بعض ان کے لغوی معانی بیان کرتے ہیں قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اقوال نقل کرنے کے بعد اس موقف کو ترجیح دیتے ہیں کہ ان کا حقیقی علم اللہ کے پاس ہے، تاہم یہ قرآن کی اعجازی شان کو ظاہر کرتے ہیں تفسیر مظہری میں حروف مقطعات کی چند حکمتیں بھی بیان کی گئی ہیں قرآن کی طرف توجہ پیدا کرنا، سامعین کو حیرت میں ڈال کر غور وفکر پر آمادہ کرنا، قرآن کے اعجاز کو ظاہر کرنا اور اللہ کی حکمت اور علم کی وسعت کو ظاہر کرنا

4۔آیت "إياك نعبد وإياك نستعين" کی تفسیر

اس آیت کی تفسیر میں بعض مفسرین نے استعانت کے مفہوم کو عام مدد تک محدود کیا ہے جبکہ بعض نے اسے عبادت کے مفہوم سے جوڑا ہے قاضی صاحب سیاق وسباق کی بنیاد پر اس رائے کو ترجیح دیتے ہیں کہ استعانت سے مراد اللہ سے ہر قسم کی حقیقی مدد طلب کرنا ہے تفسیر مظہری کی روشنی میں ایاک نعبد وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِين بندے اور اللہ کے تعلق کا بنیادی اصول پیش کرتی ہے عبادت صرف اللہ کے لیے، مدد صرف اللہ سے تمام اعمال میں توکل، خشوع اور اللہ کی رضا اولین مقصد یہ آیات انسان کی روحانی زندگی کا محور ہیں اور قرآن کی بنیاد میں موجود توحید اور توکل کا عملی درس دیتی ہیں۔

5۔آیت "وآتوا الزكاة" کی تفسیر

زکوٰۃ کے حکم کے بارے میں بعض مفسرین نے اسے صرف صدقہ عام کے معنی میں لیا ہے قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ فقہی دلائل اور احادیث کی روشنی میں اس قول کو ترجیح دیتے ہیں کہ اس سے مراد مقررہ شرعی زکوٰۃ ہے تفسیر مظہری کی روشنی میں وَآتُوا الزَّكَاةَ اللہ تعالیٰ کے حکم واجب کی طرف اشارہ ہے، جس کا مقصد مال کی برکت اور روح کی پاکیزگی، فقراء و مساکین کی مدد اور معاشرتی انصاف اور اخلاقی تربیت ہے زکوٰۃ دینا نہ صرف مالی ذمہ داری ہے بلکہ انسان کی روحانی اور اخلاقی بلندی کا بھی ذریعہ ہے

6۔آیت "لا إكراه في الدين" کی تفسیر

اس آیت کے بارے میں بعض علماء نے کہا کہ یہ منسوخ ہے جبکہ بعض کے نزدیک یہ دائمی حکم ہے قاضی صاحب دلائل کی بنیاد پر اس موقف کو ترجیح دیتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ اسلام کے اصولی موقف کو بیان کرتی ہے کہ ایمان زبردستی قبول نہیں کرایا جاسکتا۔

7۔آیت "الرجال قوامون على النساء" کی تفسیر

اس آیت کی تفسیر میں بعض مفسرین نے مردوں کی برتری کو مطلق قرار دیا ہے قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قوامیت کا مطلب ذمہ داری اور کفالت ہے، نہ کہ مطلق فضیلت۔

8۔آیت والسماء بنيناها بأيد کی تفسیر

اس آیت میں لفظ "أید" کے معنی میں اختلاف ہے بعض مفسرین نے اسے ہاتھوں کے معنی میں لیا جبکہ بعض نے قوت کے معنی میں قاضی صاحب لغوی دلائل کی بنیاد پر قوت کے معنی کو ترجیح دیتے ہیں۔

9۔آیت "يوم يكشف عن ساق" کی تفسیر

اس آیت کی تفسیر میں بعض مفسرین نے اسے حقیقی معنی میں لیا جبکہ بعض نے اسے محاورہ قرار دیا قاضی صاحب اس کی تاویل کرتے ہوئے اسے شدت اور سختی کے معنی میں لیتے ہیں۔

10۔آیت "وما خلقت الجن والإنس إلا ليعبدون" کی تفسیر

بعض مفسرین کے نزدیک عبادت سے مراد صرف عبادات ہیں جبکہ بعض کے نزدیک معرفت بھی شامل ہے قاضی صاحب اس رائے کو ترجیح دیتے ہیں کہ عبادت میں معرفت اور اطاعت دونوں شامل ہیں

11۔آیت "والليل إذا يغشى" کی تفسیر

اس آیت میں قسم کے مقصد کے بارے میں اختلاف ہے قاضی صاحب سیاق کے لحاظ سے اس قول کو ترجیح دیتے ہیں کہ یہاں انسان کے اعمال کے مختلف راستوں کو بیان کرنا مقصود ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

12۔آیت"إن الله مع الصابرين"کی تفسیر

بعض مفسرین نے معیت کو نصرت کے معنی میں لیا ہے قاضی صاحب اس کے ساتھ روحانی قرب کو بھی شامل کرتے ہیں

13۔آیت"اهدنا الصراط المستقيم"کی تفسیر

اس آیت کی تفسیر میں قاضی صاحب اقوال ذکر کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ ہدایت سے مراد صرف راستہ دکھانا نہیں بلکہ اس پر ثابت قدمی بھی ہے

14۔آیت"فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره"کی تفسیر

بعض مفسرین نے اسے آخرت کے حساب تک محدود کیا ہے۔ قاضی صاحب اس میں دنیا میں جزا کے امکان کو بھی شامل کرتے ہیں

15۔آیت"إن الله على كل شيء قدير"کی تفسیر

بعض مفسرین نے اس کو عمومی قدرت کے معنی میں لیا ہے قاضی صاحب اس میں تکوینی اور تشریعی قدرت دونوں کو شامل کرتے ہیں

16۔آیت"قل هو الله أحد"کی تفسیر

بعض مفسرین نے احد کے معنی صرف واحد کے کیے ہیں قاضی صاحب لغوی دلائل کی بنیاد پر اسے وحدانیتِ مطلقہ کے معنی میں لیتے ہیں۔

17۔آیت"وإنك لعلى خلق عظيم"کی تفسیر

اس آیت میں اخلاقِ عظیم کے مفہوم میں اختلاف ہے قاضی صاحب اس کی جامع تفسیر کرتے ہوئے اسے قرآن کی عملی تصویر قرار دیتے ہیں

18۔آیت"إنا أعطيناك الكوثر"کی تفسیر

کوثر کے معنی میں جنت کی نہر، کثرتِ خیر یا امت کی کثرت جیسے اقوال ملتے ہیں قاضی صاحب ان سب کو جمع کرتے ہوئے کثرتِ خیر کے معنی کو ترجیح دیتے ہیں

19۔آیت"والعصر"کی تفسیر

اس آیت میں "العصر" کے معنی وقت، عصر کی نماز یا زمانہ کے لیے آئے ہیں قاضی صاحب سیاق کے لحاظ سے زمانہ کے معنی کو ترجیح دیتے ہیں تفسیر مظہری کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ ترجیحِ اقوال میں درج ذیل اصولوں کو عملی طور پر استعمال کرتے ہیں: قرآن بالقرآن، احادیث نبویہ، اقوال صحابہ، لغت عرب، سیاق وسباق، فقہی اصول اور روحانی واخلاقی مفاہیم یہ اصول ان کے تفسیری منہج کو ایک متوازن اور جامع حیثیت عطا کرتے ہیں

تفسیر مظہری میں ترجیح کے اصولوں کا تفصیلی تجزیہ

علمِ تفسیر میں مختلف اقوال کے درمیان ترجیح قائم کرنا مفسر کے علمی منہج کا ایک بنیادی پہلو ہے قرآن مجید کی بہت سی آیات ایسی ہیں جن کی تفسیر میں متعدد اقوال پائے جاتے ہیں ان اقوال میں سے کسی ایک کو راجح قرار دینا صرف روایت نقل کرنے کا عمل نہیں بلکہ ایک منظم علمی طریقہ کار کا تقاضا کرتا ہے اسی لیے علمائے اصولِ تفسیر نے ترجیح کے لیے مختلف اصول متعین کیے ہیں جن کی روشنی میں مفسرین آراء کا جائزہ لیتے ہیں اور کسی ایک قول کو اختیار کرتے ہیں برصغیر کے ممتاز مفسر قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کی تفسیر تفسیر مظہری اس اعتبار سے ایک اہم تفسیری تصنیف ہے کہ اس میں مصنف نے مختلف تفسیری اقوال کو ذکر کرنے کے بعد ان کا تنقیدی جائزہ لیا اور اصولی بنیادوں پر ترجیح قائم کی ان کا منہج اس بات کی واضح مثال ہے کہ کلاسیکی تفسیری اصولوں کو کس طرح عملی طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے تفسیر مظہری کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے ترجیحِ اقوال میں متعدد اصولوں کو بنیاد بنایا جن میں قرآن بالقرآن، احادیث نبویہ، اقوال صحابہ، لغت عرب، سیاق وسباق، فقہی اصول اور روحانی واخلاقی پہلو شامل ہیں۔

تفسیر القرآن بالقرآن

قرآن مجید کی تفسیر کا سب سے معتبر طریقہ یہ ہے "کہ اس کی وضاحت خود قرآن کی دوسری آیات سے کی جائے اس اصول کو علمائے تفسیر نے تفسیر القرآن بالقرآن کا نام دیا ہے اور اسے تفسیر کا سب سے قوی ذریعہ قرار دیا ہے"[1] قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے اس اصول کو اپنی تفسیر میں بڑی مہارت کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ جب کسی آیت کے مفہوم میں اختلاف پایا جاتا ہے تو وہ اس آیت کے مفہوم کو واضح کرنے کے لیے قرآن کی دوسری آیات سے استدلال کرتے ہیں اس طریقہ سے نہ صرف

---

[1] ابن تیمیہ۔ مقدمہ فی اصول التفسیر۔ ریاض: دار ابن الجوزی، 2000ء، ص 123

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

آیت کا صحیح مفہوم واضح ہو جاتا ہے بلکہ مختلف اقوال کے درمیان ترجیح قائم کرنا بھی آسان ہو جاتا ہے مثال کے طور پر بعض آیات میں ہدایت یا ایمان کے مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے قاضی صاحب دوسری آیات کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ قرآن کا مجموعی پیغام کیا ہے۔ اس طرح وہ اس قول کو ترجیح دیتے ہیں جو قرآن کے عمومی مضمون کے زیادہ مطابق ہو یہ منہج دراصل کلاسیکی مفسرین جیسے امام طبری کے طریقہ سے مشابہ ہے، کیونکہ امام طبری نے بھی اپنی تفسیر میں متعدد مقامات پر آیات کے باہمی ربط کو ترجیح کے لیے استعمال کیا ہے۔

احادیثِ نبویہ کی بنیاد پر ترجیح

قرآن مجید کی تفسیر میں احادیث نبویہ کو بنیادی ماخذ کی حیثیت حاصل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ قرآن کے اولین مفسر ہیں اسی لیے جب کسی آیت کی تفسیر میں حدیث موجود ہو تو اسے دیگر آراء پر ترجیح دی جاتی ہے قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے اپنی تفسیر میں اس اصول کو بڑی اہمیت دی ہے۔ وہ مختلف اقوال ذکر کرنے کے بعد اس قول کو راجح قرار دیتے ہیں جس کی تائید کسی صحیح حدیث سے ہوتی ہو یہ طریقہ کار اس اعتبار سے اہم ہے کہ اس سے تفسیر کو براہِ راست سنتِ نبوی سے جوڑ دیا جاتا ہے اسی منہج کو نمایاں طور پر ابن کثیر نے بھی اپنی تفسیر میں اختیار کیا ہے، جہاں انہوں نے آیات کی تشریح میں احادیث کو بنیادی حیثیت دی ہے[2] تفسیر مظہری میں حدیث کے استعمال کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ قاضی صاحب مختلف روایات کا تقابلی جائزہ لیتے ہیں اور پھر ان میں سے قوی روایت کو ترجیح دیتے ہیں اس طرح ان کی تفسیر میں حدیثی تحقیق کا عنصر بھی نمایاں نظر آتا ہے۔

اقوالِ صحابہ کی ترجیح

صحابہ کرامؓ کو قرآن کی تفسیر میں ایک خاص مقام حاصل ہے کیونکہ وہ نزولِ قرآن کے عینی شاہد تھے اور انہیں قرآن کے سیاق و سباق کا براہِ راست علم تھا اسی لیے مفسرین نے ان کے اقوال کو بڑی اہمیت دی ہے قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ بھی اس اصول کے قائل ہیں اور اپنی تفسیر میں صحابہ کے اقوال کو ترجیح دیتے ہیں اگر کسی آیت کے بارے میں صحابہ کا قول موجود ہو تو وہ اسے بعد کے مفسرین کی آراء پر فوقیت دیتے ہیں یہ منہج دراصل اصولِ تفسیر کے ان قواعد کے مطابق ہے جنہیں متعدد علماء نے بیان کیا ہے ان کے مطابق صحابہ کی تفسیر کو بعد کے مفسرین کے مقابلے میں زیادہ معتبر سمجھا جاتا ہے[3] تفسیر مظہری میں یہ رجحان واضح طور پر نظر آتا ہے کہ قاضی صاحب صحابہ کے اقوال کو نقل کرنے کے بعد انہیں ترجیح دیتے ہیں، خصوصاً ایسے مسائل میں جہاں دیگر اقوال زیادہ قیاسی نوعیت کے ہوں۔

لغتِ عرب کی بنیاد پر ترجیح

قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا ہے، اس لیے اس کے معانی کو سمجھنے کے لیے عربی لغت اور نحو و صرف کے قواعد کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے اپنی تفسیر میں متعدد مقامات پر لغوی دلائل کی بنیاد پر ترجیح قائم کی ہے جب کسی لفظ کے متعدد معانی ممکن ہوں تو وہ اس معنی کو ترجیح دیتے ہیں جو عربی لغت کے مطابق زیادہ مناسب ہو یہ طریقہ کار دراصل قدیم مفسرین کے اس منہج کی پیروی ہے جس میں قرآن کی تفسیر کرتے وقت لغت اور بلاغت کو بنیادی اہمیت دی جاتی تھی اس طرح قاضی صاحب نہ صرف روایتی اقوال کو نقل کرتے ہیں بلکہ ان کا لسانی تجزیہ بھی پیش کرتے ہیں۔

سیاق و سباق کی اہمیت

سیاق و سباق قرآن کی تفسیر میں ایک بنیادی اصول ہے کسی آیت کا صحیح مفہوم اکثر اس کے سیاق سے واضح ہوتا ہے کیونکہ آیات ایک خاص مضمون اور ترتیب کے ساتھ نازل ہوئی ہیں قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے تفسیر مظہری میں اس اصول کو بھی بھرپور طریقے سے استعمال کیا ہے جب کسی آیت کے بارے میں مختلف آراء موجود ہوں تو وہ آیات کے باہمی ربط اور مضمون کے تسلسل کو مد نظر رکھتے ہوئے کسی ایک قول کو ترجیح دیتے ہیں یہ اصول اس لیے بھی اہم ہے کہ اس سے آیات کے مفہوم میں ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے اور تفسیر میں تضاد سے بچا جا سکتا ہے[4]۔

---

[2] اسماعیل بن کثیر۔ تفسیر القرآن العظیم۔ بیروت: دار الکتب العلمیة، 1999ء، ص98

[3] اسماعیل بن کثیر۔ تفسیر القرآن العظیم۔ بیروت: دار الکتب العلمیة، 1999ء، ص201

[4] محمد عبد العزیم زرقانی۔ مناہل العرفان فی علوم القرآن۔ بیروت: دار الفکر، 1995ء، ص214

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.8.No.3 2025

فقہی اصولوں کا استعمال

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ ایک فقیہ بھی تھے، اس لیے ان کی تفسیر میں فقہی اصولوں کا اثر نمایاں نظر آتا ہے جب کسی آیت کے مفہوم میں اختلاف ہو اور اس کا تعلق فقہی مسئلہ سے ہو تو وہ ایسے قول کو ترجیح دیتے ہیں جو فقہی اصولوں اور شریعت کے عمومی مقاصد کے زیادہ قریب ہو اس طرح تفسیر مظہری میں فقہی استنباط کا پہلو بھی نمایاں نظر آتا ہے تاہم قاضی صاحب نے فقہی مباحث کو حد سے زیادہ طول نہیں دیا بلکہ انہیں مختصر اور جامع انداز میں بیان کیا ہے

اجماع اور جمہور علماء کی رائے

بعض مقامات پر قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ جمہور علماء کی رائے کو بھی ترجیح دیتے ہیں اگر کسی مسئلہ میں علماء کی اکثریت کسی خاص قول کی تائید کرتی ہو تو وہ اسے راجح قرار دیتے ہیں یہ اصول اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ قاضی صاحب اپنی تفسیر میں علمی روایت اور اجتماعی اجتہاد کو بھی اہمیت دیتے ہیں

روحانی اور اخلاقی پہلو

تفسیر مظہری کی ایک منفرد خصوصیت یہ ہے کہ اس میں روحانی اور اخلاقی پہلو بھی نمایاں ہیں قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ چونکہ تصوف سے بھی تعلق رکھتے تھے اس لیے وہ بعض آیات کی تفسیر میں ایسے معانی کو ترجیح دیتے ہیں جو انسان کی روحانی اصلاح اور اخلاقی تربیت کے لیے زیادہ مفید ہوں[5] تاہم یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ انہوں نے روحانی تفسیر کو کبھی بھی ظاہری معنی پر غالب نہیں آنے دیا بلکہ ہمیشہ ظاہری مفہوم کو بنیادی حیثیت دی۔

مندرجہ بالا اصولوں کے مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کا منہج ترجیح درج ذیل خصوصیات کا حامل ہے روایت اور درایت کا متوازن امتزاج، حدیث اور اقوال صحابہ کو بنیادی حیثیت، لغت اور سیاق وسباق کا مؤثر استعمال اور فقہی اور روحانی پہلوؤں کی شمولیت یہ تمام عناصر مل کر تفسیر مظہری کو ایک جامع اور متوازن تفسیری تصنیف بنادیتے ہیں تفسیر مظہری میں ترجیح اقوال کے اصولوں کا تفصیلی مطالعہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے اپنی تفسیر میں ایک منظم اور اصولی منہج اختیار کیا انہوں نے قرآن، حدیث، اقوال صحابہ، لغت عرب اور سیاق وسباق کو بنیاد بنا کر مختلف تفسیری آراء کا تنقیدی جائزہ لیا اور پھر راجح قول کو اختیار کیا ان کا یہ منہج نہ صرف کلاسیکی تفسیری روایت کے مطابق ہے بلکہ اس میں فکری اعتدال اور روحانی بصیرت بھی نمایاں ہے یہی وجہ ہے کہ تفسیر مظہری کو برصغیر کی اہم اور معتبر تفاسیر میں شمار کیا جاتا ہے

منہج ترجیح پر علمی تنقید

اگرچہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کا منہج ترجیح متعدد خوبیوں کا حامل ہے، تاہم بعض پہلو ایسے بھی ہیں جن پر علمی تنقید کی جاسکتی ہے۔

1۔ بعض مقامات پر اختصار

تفسیر مظہری کا ایک نمایاں پہلو اختصار ہے اگرچہ یہ خصوصیت قاری کے لیے آسانی پیدا کرتی ہے، لیکن بعض مقامات پر یہ اختصار اس حد تک بڑھ جاتا ہے کہ ترجیح کے دلائل پوری تفصیل سے بیان نہیں کیے جاتے نتیجتاً قاری کے لیے یہ سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے کہ مفسر نے کسی خاص قول کو کیوں ترجیح دی[6]

2۔ حدیثی تحقیق کی محدود تفصیل

اگرچہ قاضی صاحب نے احادیث کو ترجیح کے لیے استعمال کیا ہے، لیکن بعض مقامات پر حدیث کی سند یا درجہ کے بارے میں تفصیلی بحث نہیں کی گئی۔ اس وجہ سے جدید حدیثی تحقیق کے معیار کے مطابق مزید وضاحت کی ضرورت محسوس ہوتی ہے[7]

3۔ فقہی رجحان

چونکہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کا تعلق فقہ حنفی سے تھا، اس لیے بعض مقامات پر ان کی ترجیح میں فقہی رجحان نمایاں نظر آتا ہے اگرچہ یہ بات زیادہ تر مفسرین میں پائی جاتی ہے، لیکن ایک خالص تفسیری نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو بعض اوقات فقہی رجحان ترجیح کے عمل کو متاثر کر سکتا ہے[8]

---

[5] خالد سیف اللہ رحمانی۔ علوم القرآن۔ کراچی: دار الاشاعت، 2005ء، ص216

[6] اسماعیل بن کثیر۔ تفسیر القرآن العظیم۔ بیروت: دار الکتب العلمیة، 1999ء، ص125

[7] ابن تیمیہ۔ مقدمہ فی اصول التفسیر۔ ریاض: دار ابن الجوزی، 2000ء، ص167

[8] خالد سیف اللہ رحمانی۔ علوم القرآن۔ کراچی: دار الاشاعت، 2005ء۔ ص27

4۔ تصوف کا اثر

تفسیر مظہری میں روحانی اور صوفیانہ نکات بھی شامل ہیں۔ اگرچہ یہ پہلو تفسیر کو اخلاقی اور تربیتی اہمیت عطا کرتا ہے، لیکن بعض ناقدین کے نزدیک یہ انداز بعض اوقات تفسیر کے ظاہری معنی سے ہٹ کر باطنی مفاہیم کی طرف زیادہ مائل ہو سکتا ہے[9]۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کے منہجِ ترجیح کا مجموعی جائزہ لینے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ان کی تفسیر روایت، درایت، فقہ اور روحانیت کا ایک متوازن امتزاج پیش کرتی ہے ان کا انداز نہ صرف کلاسیکی تفسیری روایت سے ہم آہنگ ہے بلکہ اس میں برصغیر کی علمی روایت کی جھلک بھی نمایاں نظر آتی ہے۔ ان کی تفسیر کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ انہوں نے مختلف اقوال کو نقل کرنے کے بعد ان کا تنقیدی جائزہ لیا اور اصولی بنیادوں پر ترجیح قائم کی قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کا منہج ترجیح علمی اعتبار سے نہایت مضبوط اور متوازن ہے انہوں نے قرآن، حدیث، اقوال صحابہ، لغت عرب اور سیاق وسباق جیسے اصولوں کو بنیاد بنا کر تفسیری آراء کے درمیان ترجیح قائم کی اگرچہ بعض مقامات پر اختصار اور حدیثی تحقیق کی تفصیل کی کمی محسوس ہوتی ہے، تاہم مجموعی طور پر تفسیر مظہری ایک جامع اور معتبر تفسیری تصنیف ہے جو برصغیر کی علمی روایت میں اہم مقام رکھتی ہے

تقابلی مطالعہ: تفسیر مظہری اور کلاسیکی تفاسیر

علومِ تفسیر کی تاریخ میں مختلف ادوار کے مفسرین نے قرآن مجید کی تشریح کے لیے مختلف مناہج اختیار کیے کلاسیکی دور کے مفسرین جیسے امام طبری، امام قرطبی اور حافظ ابن کثیر نے تفسیر کے اصولی ڈھانچے کو مضبوط بنیاد فراہم کی برصغیر کے مفسر قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے اپنی "تفسیر مظہری میں انہی روایتی اصولوں سے استفادہ کرتے ہوئے ایک ایسا منہج اختیار کیا جو روایت، درایت اور روحانیت کا جامع امتزاج ہے"[10] اس حصے میں ترجیحِ اقوال کے حوالے سے تفسیر مظہری کا موازنہ مذکورہ تفاسیر کے ساتھ کیا جائے گا۔

1۔ تفسیر مظہری اور تفسیر طبری کا تقابلی مطالعہ

امام طبری کی تفسیر کو علمِ تفسیر میں بنیادی ماخذ کی حیثیت حاصل ہے ان کی تفسیر کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ "وہ مختلف اقوال کو سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں اور پھر ان میں سے کسی ایک کو دلائل کی بنیاد پر ترجیح دیتے ہیں"[11] قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے بھی اسی منہج سے متاثر ہو کر مختلف اقوال ذکر کرنے کے بعد ترجیح قائم کی، تاہم ان کا انداز نسبتاً مختصر اور تجزیاتی ہے امام طبری کی ترجیح کے اصول یہ ہیں لغت عرب، اقوال صحابہ، سیاق وسباق اور اجماع اسی طرح قاضی پانی پتیؒ بھی انہی اصولوں کو استعمال کرتے ہیں، لیکن وہ احادیث اور روحانی نکات کو بھی زیادہ اہمیت دیتے ہیں[12] اہم فرق یہ ہے کہ امام طبری کا انداز روایتی اور اسنادی ہے جبکہ قاضی صاحب کا انداز تحلیلی اور خلاصہ نما ہے

2۔ تفسیر مظہری اور تفسیر ابن کثیر کا تقابلی مطالعہ

"حافظ ابن کثیر کی تفسیر میں احادیث نبویہ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے وہ آیات کی تفسیر زیادہ تر احادیث اور اقوال صحابہ کے ذریعے کرتے ہیں"[13] قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ بھی اسی منہج کی پیروی کرتے ہیں اور متعدد مقامات پر حدیث کی بنیاد پر ترجیح قائم کرتے ہیں ابن کثیر "مختلف اقوال ذکر کرنے کے بعد حدیث کی بنیاد پر کسی ایک قول کو راجح قرار دیتے ہیں اسی طرح تفسیر مظہری میں بھی یہی اصول نمایاں نظر آتا ہے"[14] اگرچہ دونوں مفسرین حدیث کو اہمیت دیتے ہیں، لیکن قاضی صاحب اپنی تفسیر میں تصوف اور روحانیت کے پہلو کو بھی شامل کرتے ہیں جو ابن کثیر کی تفسیر میں کم نظر آتا ہے

3۔ تفسیر مظہری اور تفسیر قرطبی کا تقابلی مطالعہ

---

[9] محمد عبد العزیم زرقانی۔ مناہل العرفان فی علوم القرآن۔ بیروت: دار الفکر، 1995ء، ص49

[10] سعید الرحمن۔ "تفسیر مظہری کا منہج"۔ جرنل آف اسلامی علوم، 2018، ص178

[11] محمد بن جریر طبری۔ جامع البیان فی تفسیر القرآن۔ بیروت: مؤسسة الرسالة، 2001ء۔ ص323

[12] محمد عمر کیانی۔ "تفسیرِ مظہری میں اصولِ ترجیح"۔ تہذیب الافکار جرنل، 2020، ص185

[13] اسماعیل بن کثیر۔ تفسیر القرآن العظیم۔ بیروت: دار الکتب العلمیة، 1999ء، ص219

[14] سعید الرحمن۔ "تفسیرِ مظہری کا منہج"۔ جرنل آف اسلامی علوم، 2018، ص81

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

"امام قرطبی کی تفسیر کی سب سے نمایاں خصوصیت فقہی مباحث ہیں وہ آیات سے فقہی احکام اخذ کرتے ہیں اور مختلف فقہی مذاہب کی آراء بیان کرتے ہیں"[15] قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ بھی فقہی مسائل کو بیان کرتے ہیں، لیکن ان کا انداز قرطبی کے مقابلے میں مختصر ہے قرطبی فقہی دلائل اور اجماع کی بنیاد پر ترجیح دیتے ہیں جبکہ قاضی صاحب حدیث اور سیاق کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں تفسیر قرطبی فقہی بحثوں سے زیادہ بھرپور ہے جبکہ تفسیر مظہری میں روحانی اور اخلاقی پہلو بھی شامل ہیں

ترجیحِ اقوال میں تفسیر مظہری کی انفرادیت

تقابلی مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ تفسیر مظہری درج ذیل پہلوؤں میں منفرد ہے روایت و درایت کا امتزاج: قاضی صاحب نے روایتی تفسیری مواد کو تحقیقی انداز میں استعمال کیا حدیث اور فقہ کا توازن: انہوں نے حدیث اور فقہ دونوں کو ترجیح کے اصول کے طور پر استعمال کیا تصوف کا عنصر: ان کی تفسیر میں روحانی اور اخلاقی پہلو بھی شامل ہیں اختصار اور جامعیت: انہوں نے طویل مباحث کے بجائے جامع اور مختصر انداز اختیار کیا تفسیر مظہری کا تقابلی مطالعہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے کلاسیکی تفسیری روایت سے گہرا استفادہ کیا، لیکن انہوں نے اسے محض نقل تک محدود نہیں رکھا بلکہ اپنے اجتہادی بصیرت سے اسے مزید وسعت دی ان کا منہج ترجیح اس اعتبار سے منفرد ہے کہ اس میں روایت، درایت، فقہ اور روحانیت کا متوازن امتزاج پایا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ تفسیر مظہری کو برصغیر کی اہم تفاسیر میں شمار کیا جاتا ہے

نتائج

1. مولانا ثناء اللہ پانی پتی کا منہج اعتدال اور جامعیت پر مبنی ہے، جس میں وہ مختلف تفسیری اقوال کو جمع کر کے ان میں ترجیح قائم کرتے ہیں۔
2. تفسیر مظہری میں ترجیح کا اصول محض ذاتی رائے پر نہیں بلکہ قرآن، حدیث، آثارِ صحابہؓ اور اقوالِ سلف کی بنیاد پر قائم ہے۔
3. آپ کے ہاں قرآن کی تفسیر قرآن سے (تفسیر القرآن بالقرآن) کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، اور اسے دیگر دلائل پر مقدم رکھا جاتا ہے۔
4. حدیثِ نبوی ﷺ کو ترجیح میں مرکزی مقام حاصل ہے، خصوصاً صحیح احادیث کو فیصلہ کن دلیل کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔
5. ضعیف اور غیر معتبر روایات (خصوصاً اسرائیلیات) سے حتی الامکان اجتناب کیا گیا ہے، یا ان پر تنقیدی تبصرہ کیا گیا ہے۔
6. فقہی مسائل میں مولانا پانی پتیؒ کا میلان فقہ حنفی کی طرف ہے، تاہم وہ دلائل کی بنیاد پر دیگر ائمہ کے اقوال کو بھی ذکر کرتے ہیں۔
7. مختلف اقوال کے ذکر کے بعد ترجیح دیتے وقت دلائل کا تقابلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے، جو علمی دیانت کی علامت ہے۔
8. لغوی، نحوی اور بلاغی پہلوؤں کو بھی ترجیح میں معاون دلیل کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔
9. صوفیانہ ذوق اور باطنی معانی کو بھی بیان کیا گیا ہے، لیکن وہ ظاہر شریعت کے خلاف نہیں ہوتے۔
10. تفسیر مظہری میں اعتقادی مسائل میں اہل سنت والجماعت کے اصولوں کی پابندی واضح نظر آتی ہے۔
11. مولانا پانی پتیؒ کا اسلوب نہایت سادہ، مدلل اور متوازن ہے، جس میں غیر ضروری طوالت سے اجتناب کیا گیا ہے۔
12. ترجیحِ اقوال میں انہوں نے جمع و تطبیق (reconciliation) کو ترجیح دی ہے، اور تعارض کی صورت میں راجح قول کو اختیار کیا ہے۔

سفارشات

1. تفسیر مظہری کے منہج ترجیح کو جدید تفسیری مطالعات میں بطور ماڈل شامل کیا جائے تاکہ طلبہ کو متوازن اور تحقیقی انداز سکھایا جا سکے۔
2. جامعات اور مدارس میں "اصولِ ترجیح بین الاقوال" کے مضمون میں تفسیر مظہری کو بطور کیس اسٹڈی شامل کیا جائے۔
3. مولانا ثناء اللہ پانی پتیؒ کے منہج کو دیگر مفسرین جیسے ابن کثیر اور فخر الدین رازی کے ساتھ تقابلی مطالعہ کر کے مزید واضح کیا جائے۔
4. تفسیر مظہری پر جدید تحقیقی کام (ایم فل اور پی ایچ ڈی سطح پر) کو فروغ دیا جائے، خاص طور پر ترجیح کے اصولوں پر۔
5. اس تفسیر کا آسان اردو اور عصری اسلوب میں خلاصہ تیار کیا جائے تاکہ عام قارئین بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔
6. تفسیر مظہری میں موجود فقہی اور اعتقادی مباحث کو الگ کر کے موضوعاتی تحقیق کی جائے۔
7. طلبہ کو یہ سکھایا جائے کہ اختلافِ اقوال میں تعصب کے بجائے دلیل کی پیروی کی جائے، جیسا کہ مولانا پانی پتیؒ کا منہج ہے۔

---

[15] ابو عبد اللہ قرطبی۔ الجامع لأحکام القرآن۔ بیروت: دار الکتب العلمیة، 2006ء۔ ص368

8. جدید تفسیری رجحانات (مثلاً سائنسی تفسیر، عقلی تفسیر) کے مقابلے میں تفسیر مظہری کے منہج کو اعتدال کا معیار بنا کر پیش کیا جائے۔
9. ڈیجیٹل دور میں تفسیر مظہری کو آن لائن ڈیٹا بیس اور ریسرچ ٹولز کے ذریعے عام کیا جائے۔
10. علماء اور خطباء کو ترغیب دی جائے کہ وہ اپنے بیانات میں دلائل پر مبنی ترجیح کا اسلوب اپنائیں، جیسا کہ تفسیر مظہری میں پایا جاتا ہے۔
11. تفسیر مظہری کے منہج کو بین المسالک ہم آہنگی کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے، کیونکہ اس میں وسعتِ نظر اور اعتدال نمایاں ہے۔

خلاصہ

برصغیر کی علمی اور تفسیری روایت میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا نام ایک نمایاں اور باوقار مقام رکھتا ہے ان کی شہرۂ آفاق تفسیر تفسیر مظہری نہ صرف قرآنِ کریم کی تشریح و توضیح کا ایک جامع نمونہ ہے بلکہ یہ مختلف تفسیری مناہج کے امتزاج کی ایک منفرد مثال بھی پیش کرتی ہے زیرِ نظر تحقیق میں ترجیحِ اقوال کے حوالے سے قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے منہج و اسلوب کا تفصیلی مطالعہ پیش کیا گیا جس کے ذریعے یہ واضح ہوا کہ ان کی تفسیر ایک منظم، اصولی اور علمی بنیاد پر قائم تفسیری روایت کی نمائندگی کرتی ہے اس آرٹیکل کے مطالعہ سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ تفسیرِ قرآن میں اختلافِ اقوال ایک فطری اور علمی امر ہے متعدد آیات کے بارے میں مفسرین کے مختلف آراء پائے جاتے ہیں جن کے پیچھے مختلف علمی اسباب اور اصول کارفرما ہوتے ہیں ایسے حالات میں ترجیحِ اقوال کا مسئلہ انتہائی اہمیت اختیار کرلیتا ہے کیونکہ کسی ایک قول کو راجح قرار دینا دراصل قرآن فہمی کے عمل میں ایک علمی ذمہ داری ہے قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اپنی تفسیر میں اسی علمی ذمہ داری کو نہایت سنجیدگی اور احتیاط کے ساتھ ادا کیا ہے تحقیق سے یہ واضح ہوا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے منہجِ ترجیح کی بنیاد متعدد علمی اصولوں پر قائم ہے سب سے پہلے انہوں نے قرآن کی تفسیر قرآن کے ذریعے کرنے کے اصول کو بنیادی حیثیت دی ہے اس طریقہ کار کے مطابق قرآن کی ایک آیت کی وضاحت دوسری آیت سے کی جاتی ہے یہ اصول علمائے تفسیر کے نزدیک سب سے مضبوط اور معتبر طریقہ سمجھا جاتا ہے کیونکہ قرآن اپنی تفسیر خود بیان کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے قاضی صاحب نے متعدد مقامات پر اسی اصول کو اختیار کرتے ہوئے مختلف اقوال میں سے راجح قول کو متعین کیا اس کے بعد ان کے منہج میں احادیث نبویہ کو بھی بنیادی مقام حاصل ہے رسول اللہ ﷺ قرآن کے اولین مفسر ہیں، اس لیے اگر کسی آیت کی تشریح میں صحیح حدیث موجود ہو تو وہ دیگر تفسیری اقوال پر واضح ترجیح رکھتی ہے قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اپنی تفسیر میں متعدد مقامات پر احادیث کو بطور دلیل پیش کیا اور ان کی بنیاد پر مختلف اقوال میں ترجیح قائم کی۔

اسی طرح انہوں نے اقوالِ صحابہ کو بھی غیر معمولی اہمیت دی ہے صحابہ کرام قرآن کے اولین مخاطبین تھے اور انہیں نزولِ قرآن کے حالات کا براہِ راست علم حاصل تھا اس لیے ان کی آراء کو تفسیر قرآن میں ایک خاص مقام حاصل ہے قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اپنے منہج میں اس اصول کو واضح طور پر اختیار کیا اور صحابہ کے اقوال کو ترجیح دینے کا رجحان نمایاں طور پر نظر آتا ہے مزید برآں تحقیق سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ قاضی صاحب نے لغوی اور نحوی دلائل کو بھی ترجیح کے عمل میں شامل کیا ہے قرآن عربی زبان میں نازل ہوا ہے، اس لیے اس کے الفاظ کے صحیح مفہوم تک پہنچنے کے لیے عربی لغت اور نحو کے قواعد سے استفادہ کرنا ناگزیر ہے قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے بعض مقامات پر مختلف لغوی معانی کو بیان کرنے کے بعد سیاق وسباق کے مطابق مناسب معنی کو ترجیح دی ان کے منہج کی ایک اور نمایاں خصوصیت آیات کے سیاق و سباق کو ملحوظ رکھنا ہے سیاق وسباق قرآن کی تفسیر میں ایک اہم اصول ہے کیونکہ اس کے ذریعے آیت کے حقیقی مفہوم تک پہنچنا آسان ہو جاتا ہے قاضی صاحب نے مختلف اقوال کا جائزہ لیتے ہوئے اس بات کا خاص خیال رکھا کہ کون سا قول آیت کے سیاق کے ساتھ زیادہ مطابقت رکھتا ہے۔

تحقیق کے دوران یہ بھی سامنے آیا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی ایک فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک روحانی شخصیت بھی تھے اسی وجہ سے ان کی تفسیر میں فقہی بصیرت اور روحانی فکر دونوں کے اثرات نمایاں نظر آتے ہیں بعض مقامات پر انہوں نے فقہی اصولوں کی بنیاد پر ترجیح قائم کی جبکہ بعض مقامات پر اخلاقی اور روحانی پہلو کو بھی ملحوظ رکھا یہ خصوصیت ان کی تفسیر کو محض ایک علمی تصنیف نہیں رہنے دیتی بلکہ اسے اصلاحی اور تربیتی اہمیت بھی عطا کرتی ہے اگرچہ ان کے منہج ترجیح میں متعدد علمی قوتیں موجود ہیں، تاہم بعض پہلو ایسے بھی ہیں جن پر علمی تنقید کی جاسکتی ہے مثال کے طور پر بعض مقامات پر ترجیح کے دلائل مختصر انداز میں بیان کیے گئے ہیں جس کی وجہ سے قاری کو مکمل استدلال سمجھنے میں دشواری ہوسکتی ہے اسی طرح بعض مواقع پر حدیثی اسناد کی تفصیل بیان نہیں کی گئی تاہم یہ پہلو ان کی تفسیر کی مجموعی علمی اہمیت کو کم نہیں کرتے بلکہ جدید تحقیق کے لیے مزید امکانات پیدا کرتے ہیں تقابلی مطالعہ سے یہ بھی واضح ہوا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا منہج کلاسیکی مفسرین جیسے امام قرطبی اور ابن کثیر کے تفسیری مناہج سے متاثر ہے، تاہم انہوں نے ان روایتی اصولوں کو برصغیر کے علمی ماحول اور روحانی روایت کے ساتھ ہم آہنگ کرتے ہوئے ایک منفرد انداز میں پیش کیا ہے یہی وجہ ہے کہ تفسیر مظہری کو برصغیر کی تفسیری روایت میں ایک ممتاز مقام حاصل ہے۔ مجموعی طور پر اس تحقیق کے نتائج یہ ظاہر کرتے ہیں کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا منہج ترجیح روایت اور درایت کے متوازن امتزاج پر مبنی ہے انہوں نے تفسیری اقوال کے انتخاب میں نہایت احتیاط اور علمی دیانت کا مظاہرہ کیا ہے ان کا اندازنہ

صرف علمی اعتبار سے مضبوط ہے بلکہ اس میں روحانی اور اخلاقی بصیرت بھی نمایاں ہے جو قرآن فہمی کو ایک ہمہ جہت علمی اور عملی عمل بنا دیتی ہے آخر میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تفسیر قرآن فہمی کے میدان میں ایک اہم علمی سرمایہ ہے ان کے منہج ترجیح کا مطالعہ نہ صرف اصولِ تفسیر کے طلبہ اور محققین کے لیے مفید ہے بلکہ یہ جدید تفسیری تحقیق کے لیے بھی نئی راہیں کھولتا ہے مستقبل میں اگر اس تفسیر کے منہج کو مزید تفصیلی اور تقابلی انداز میں دیگر تفاسیر کے ساتھ مطالعہ کیا جائے تو قرآن فہمی کے اصولی مباحث میں مزید گہرائی پیدا ہو سکتی ہے اس طرح قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی علمی خدمات اور ان کا منہج ترجیح نہ صرف برصغیر بلکہ پوری اسلامی علمی روایت کے لیے ایک قابل قدر علمی ورثہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

مصادر و مراجع

1. ابن تیمیہ، ابن تیمیہ۔ مقدمہ فی اصول التفسیر۔ ریاض: دار ابن الجوزی، 2000ء۔
2. اسماعیل بن کثیر، اسماعیل بن کثیر۔ تفسیر القرآن العظیم۔ بیروت: دار الکتب العلمیة، 1999ء۔
3. محمد عبد العزیم زرقانی، محمد عبد العزیم زرقانی۔ مناہل العرفان فی علوم القرآن۔ بیروت: دار الفکر، 1995ء۔
4. خالد سیف اللہ رحمانی، خالد سیف اللہ رحمانی۔ علوم القرآن۔ کراچی: دار الاشاعت، 2005ء۔
5. سعید الرحمن، سعید الرحمن۔ "تفسیرِ مظہری کا منہج"۔ جرنل آف اسلامی علوم، 2018۔
6. محمد بن جریر طبری، محمد بن جریر طبری۔ جامع البیان فی تفسیر القرآن۔ بیروت: مؤسسة الرسالة، 2001ء۔
7. محمد عمر کیانی، محمد عمر کیانی۔ "تفسیرِ مظہری میں اصولِ ترجیح"۔ تہذیب الافکار جرنل، 2020۔
8. ابو عبد اللہ قرطبی، ابو عبد اللہ قرطبی۔ الجامع لأحکام القرآن۔ بیروت: دار الکتب العلمیة، 2006ء